قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

بدھ 09 ستمبر 2020ء | 21 محرم الحرام 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:214

ارشاد باری تعالیٰ

وَالۡبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخۡرُجُ نَبَاتُہٗ بِاِذۡنِ رَبِّہٖ ۚ وَالَّذِیۡ خَبُثَ لَا یَخۡرُجُ اِلَّا نَکِدًا ؕ کَذٰلِکَ نُصَرِّفُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّشۡکُرُوۡنَ۔

(الأعراف:59)

ترجمہ: اور پاک مُلک (وہ ہوتا ہے کہ) اس کا سبزہ اس کے ربّ کے اِذن سے (پاک ہی) نکلتا ہے اور جو ناپاک ہو (اس میں) کچھ نہیں نکلتا مگر ردّی (چیز)۔ اسی طرح ہم نشانات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں ان لوگوں کی خاطر جو شکر کیا کرتے ہیں۔

فرمانِ رسول ﷺ

عَنۡ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَا تُصَاحِبۡ إِلَّا مُؤۡمِنًا، وَلَا يَأۡكُلۡ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ»

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سوائے مومن آدمی کے کسی کی صحبت مت اختیار کر، اور تیرا کھانا سوائے پرہیز گار کے کوئی نہ کھائے۔ (یعنی متقی شخص کی صحبت میں کھانا کھایا کرو)

(سنن ابو داؤد کتاب الادب باب من یؤمر ان یجالس)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

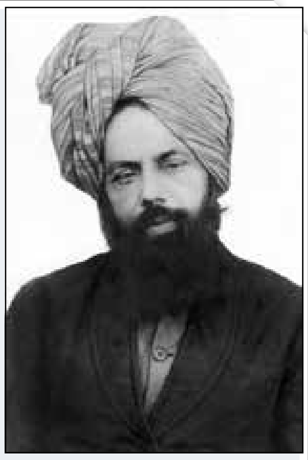

بدصحبت کو چھوڑ دو

اصلاحِ نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (التوبۃ:119)۔ یعنی جو لوگ قولی، فعلی، عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو۔ اس سے پہلے فرمایا۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ۔ یعنی ایمان والو! تقوی اللہ اختیار کرو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنّت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔

صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں کے ہاں جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا میں زنا کرتا ہوں؟۔ اس سے کہنا چاہئے کہ ہاں تو کرے گا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہو جاوے گا کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جو شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ میں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پیے گا۔ پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہئے کہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 247۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

’’رات دن ان بدیوں کو دور کرنے کی فکر میں لگے رہو اور ان اسباب پر غور کرو جو ان بدیوں کا باعث ہوتے ہیں اگر ان بدیوں کا موجب بدصحبت ہے تو اس صحبت کو چھوڑ دو اور اگر خلق بد اس کا باعث ہے تو اس خلق کو چھوڑ دو ہر ایک چیز کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے اور اسے چھوڑ نہیں سکتا جب تک کہ اس سبب کو نہ چھوڑے ہاں یہ بھی سچ ہے کہ بعض وقت انسان ان اسباب اور وجود کو چھوڑنا چاہتا ہے لیکن وہ عاجز ہو جاتا ہے اور اسے چھوڑنا چاہتا ہے مگر اس کے چھوڑنے میں قادر نہیں ہوسکتا ایسی صورت میں دعا سے کام لینا چاہئے اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگے تا وہ اسے اس گناہ کی زندگی سے رہائی دے۔‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 616)

فرمان خلیفہ وقت

حضور انور نے احمدی خواتین کو معاشرتی لغویات اور فضولیات سے اپنے گھروں کو متاثر نہ ہونے دینے کے بارہ میں یوں نصیحت فرمائی:

’’...اسی طرح لغویات میں گندی اور ننگی فلمیں ہیں۔ گندی اور ننگی کتابیں ہیں۔ رسالے ہیں یہ سب اس بہانے سے مارکیٹ میں پھیلائی جاتی ہیں کہ اس زمانہ میں جنسی تعلقات کا پتہ لگنا چاہیے تا کہ اُن بُرائیوں سے بچا جا سکے۔ بچّے تو پتہ نہیں یہ ہیں کہ نہیں، لیکن سڑک پر ہر گلی کے نکڑ پر ایسے جو اشتہارات ہیں اخلاق سوز قسم کے وہ بُرائیوں میں ضرور معاشرے کو گرفتار کر دیتے ہیں۔ جو چیز فطری ہے اس کا جب وقت آئے گا تو خود بخود پتہ چل جائے گا۔ جب اس کا پتہ لگنے کی ضرورت ہے۔ علم کے نام پر اس ذہنی عیاشی سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔ اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ اپنے تمام اعضاء کو زنا سے بچاؤ۔ پس ہر عورت کو ایک فکر کے ساتھ اپنے بچوں کو سمجھانا چاہئے اور ہر بچی کو، جو بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے، جس کا دماغ میچور (mature) ہو چکا ہے یہ احساس ہونا چاہئے کہ یہ بُرائیاں ہیں جو مزید گندگیوں میں دھکیلتی چلی جائیں گی۔ اس لئے ان سے بچنا ہے۔ ہر ایسی چیز جس کا ناجائز استعمال شروع ہو جائے وہ بھی لغویات میں ہے مثلاً انٹرنیٹ کے بارے میں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں۔ یہ اس زمانے کی ایجاد ہے اور یہ ایجادات اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کے زمانے میں مقدر کی ہوئی تھیں۔ قرآن کریم میں مختلف ایجادات کا اعلان بھی فرمادیا۔ انٹرنیٹ

بقیہ صفحہ 3 پر

اس شمارہ میں

- ازل سے ہوا اہتمام خلافت (منظوم)
- جسم کا ایندھن
- تعارف سورۃ الفرقان
- حضرت ایوب علیہ السلام اور راجہ ہریش چندر جی کے واقعات کی مماثلت

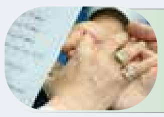

دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

لیکن اس ضمن میں یہ بھی بتادوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک اور شخص کا معاملہ پیش ہوا کہ وہ کہتا ہے کہ میرے لئے دعا کریں بیٹا پیدا ہو یا اولاد ہو تب مَیں احمدی ہو جاؤں گا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے۔ مَیں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ لوگوں کے ہاں بچے پیدا کروانے کے لئے مَیں آیا ہوں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 115۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اس کے حالات بالکل مختلف تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو بہرحال نبی تھے ان کی نظر اس کے بارہ میں وہاں تک پہنچی کہ یہ شرط ایسی ہے کہ جو ٹھوکر کا بھی موجب ہوسکتی ہے لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا انجام بخیر بھی کرنا تھا اور کوئی نیکی بھی ہو گی تو یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کر کے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کے اس کو بیٹے کی خبر بھی دے دی۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ہر چیز کو ہر چیز سے مشروط نہیں کیا جاتا۔ احمدی ہونے کو دعا سے مشروط نہیں کیا جاتا۔ بعض دفعہ لوگ مجھے بھی لکھتے ہیں کہ یہ ہو گا تو تب ہم احمدی ہوں گے۔ تو شرطیں لگا کے احمدی ہونا کوئی دین کو قبول کرنے والی بات نہیں ہے بلکہ اپنی شرائط پر اللہ تعالیٰ کو منوانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو کسی کی شرطوں پر کسی کی ہدایت کا سامان پیدا نہیں کرتا۔ ہمیں ہدایت پہ چلنے کی ضرورت ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری۔ بہرحال جیسا کہ میں نے کہا کہ جہاں ہم اپنی اولاد کے لئے دعا کرتے ہیں وہاں ہمیں اپنے اندر بھی پاک تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

قرآن کریم میں حضرت زکریا کے حوالے سے سورۃ الانبیاء میں اس دعا کا بھی ذکر ملتا ہے کہ رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ (الانبیاء:90) کہ اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تُو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ اس دعا میں بھی جب اللہ تعالیٰ کو خیر الوارثین کہا ہے تو واضح ہے کہ اولاد کی دعا صرف اس لئے نہیں کہ اولاد ہو جائے اور وارث پیدا ہو جائیں جو دنیاوی معاملات کے وارث ہوں بلکہ ایسے وارث اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوں جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں اور ظاہر ہے ایسی دعا وہی لوگ مانگ سکتے ہیں جو خود بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہیں۔ اگر دنیا داری میں انسان ڈوبا ہوا ہے تو نیک وارث کس طرح مانگے گا۔ اگر کوئی عورت صرف اس لئے اولاد کی خواہش کر رہی ہے کہ عورت کا اولاد کی خواہش کرنا ایک فطری تقاضا ہے یا پھر بعض اوقات اس لئے خواہش کر رہی ہے کہ خاوند کی خواہش ہوتی ہے تو ایسی اولاد پھر بعض دفعہ ابتلا کا موجب بن جاتی ہے۔ اولاد کی خواہش بڑی جائز خواہش ہے لیکن ساتھ ہی نیک وارث پیدا ہونے کی بھی دعا کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اولاد کی خواہش صرف وارث بنانے کے لئے نہ کرو بلکہ نیک، صالح اور خادم دین وارث بنانے کے لئے کرو ورنہ اولاد بھی ابتلاء کا باعث بن سکتی ہے، ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ:

’’اولاد کا ابتلا بھی بہت بڑا ابتلا ہے۔ اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پروا ہوسکتی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف:197) یعنی اللہ تعالیٰ آپ صالحین کا متولّی اور متکفّل ہوتا ہے۔ (انسان) اگر بد بخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ‘‘ (یا اولاد بد بخت ہے تو لاکھوں روپیہ اس کے لئے

بقیہ صفحہ 3 پر

ازل سے ہوا اہتمام خلافت

ازل سے ہوا اہتمام خلافت
ابد تک رہے گا نظام خلافت

بتایا ہے قرآں میں یہ خدا نے
پیا پہلے آدم نے جام خلافت

ملائک کی جس سے جبینیں ہیں روشن
وہ ہے خاک بیت الحرام خلافت

پتنگے محبت کے جلتے ہیں جس میں
وہ ہے شعلہ شمعِ بام خلافت

رہِ راست پاتے ہیں جس سے مسافر
وہ ہے نورِ ماہِ تمام خلافت

وہ طائر ہے بھٹکا ہوا بوستاں کا
نہیں جس کی گردن میں دام خلافت

پکارا ہے تنویر پھر میکدے سے
پیو آ کے کأس الکرام خلافت

(مکرم شیخ روشن دین تنویر صاحب)

آج کی دعا

اللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلَاۃِ الْقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِیلَۃَ وَالْفَضِیلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِی وَعَدْتَہُ، حَلَّتْ لَہُ شَفَاعَتِی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان)

ترجمہ: ’’اے اللہ! اے اس دعوت تامہ اور قائم رہنے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما۔ اور وہ مقام محمود عطا فرما جس کا تونے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔‘‘

یہ پیارے رسولِ کریم حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کی اذان کے بعد کی دعا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اذان سننے کے وقت یہ دعا مانگی وہ شخص قیامت کے دن میری شفاعت کا مستحق ہوگا۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

صفات خدائی کے مظہر اتم

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ’’ہمارے سید و مولیٰ جناب مقدس الانبیاء ﷺ کی نسبت صرف مسیح نے ہی بیان نہیں کیا کہ آنجناب ﷺ کا دنیا میں تشریف لانا درحقیقت خدائے تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہے بلکہ اس طرز کا کلام دوسرے نبیوں نے بھی آنحضرت ﷺ کے حق میں اپنی اپنی پیشگوئیاں میں بیان کیا ہے اور استعارہ کے طور پر آنجناب ﷺ کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیا ہے بلکہ بوجہ خدائی کے مظہر اتم ہونے کے آنجناب ﷺ کو خدا کر کے پکارا ہے۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ کے زبور میں لکھا ہے۔ ’’تو حسن میں بنی آدم سے کہیں بہتر ہے۔ تیرے لبوں میں نعمت بنائی گئی اس لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا (یعنی تو خاتم الانبیاء ٹھہرا) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو کر تیرا داہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائے گا۔ بادشاہ کے دشمنوں کے دلوں میں تیرے تیر تیزی کرتے ہیں۔ لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہیں۔ اے خدا تیرا تخت ابد آلآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی ہے اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا ہے۔‘‘

(توضیح مرام۔ روحانی خزائن جلد 3 ص 17 تا 19)

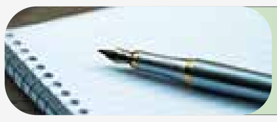

اداریہ

جسم کا ایندھن

ہر مشین کو رواں رہنے اور بھرپور پیداوار (Production) مہیا کرنے کے لئے مناسب ایندھن کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر کسی مشین کو ایندھن کی مناسب مقدار نہ ملے تو وہ مشین پوری مقدار میں پیداوار نہیں دیتی۔

انسانی جسم بھی ایک مشین کی طرح ہے۔ جسے ایندھن کی ضرورت رہتی ہے۔ انسانی جسم کو دو قسم کے ایندھن کی ضرورت ہوتی ہے روحانی اور مادی ایندھن۔ روحانی ایندھن پر پھر کسی وقت بات ہوگی۔ آج مادی ایندھن پر بات کرنی ہے۔

زندگی کو فعال اور زندہ رکھنے کے لئے انسان غذا پر انحصار کرتا ہے۔ پھل، دودھ اور دیگر پروٹین سے بھرپور اشیاء کا استعمال کرتا ہے۔ اگر جسم میں پروٹین کی کمی ہو تو ڈاکٹرز مختلف طاقت کی ادویات تجویز کرتے ہیں۔

ایک وقت تھا جب مختلف الانواع کی اشیاء انسان کو میسر نہ تھیں یا انسان کی حد بسط اور استطاعت سے باہر تھیں تو انسان دو یا تین وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھاتا تھا اور اس کے اوقات مقرر تھے۔ ان تین یا دو کھانوں میں سے ناشتے کا بہت خیال رکھا جاتا تھا۔ اسی لئے مثل مشہور ہے کہ صبح کا ناشتہ بادشاہوں کی طرح، دوپہر کا کھانا شہزادوں کی طرح اور رات کا کھانا غریبوں کی طرح کھاؤ۔

مکرم مرزا فرید احمد نے مجھے ایک دن اپنے ابا (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ) کا طریق کار اور قول یوں بیان کیا کہ ابا ناشتہ تگڑا کیا کرتے تھے۔ دوپہر معمولی کھانا تناول فرماتے اور رات کو بہت کم کھانا کھاتے اور فرمایا کرتے کہ اگر آنحضور ﷺ کا یہ فرمان نہ ہوتا کہ رات کو بھوکا نہ سوئیں۔ تھوڑا بہت کھانا لیں تو میں کچھ نہ کھاتا۔

دراصل صبح کا ناشتہ ایک ایسا مقوی ذریعہ ہے جو دن بھر میں پیش آنے والے بے شمار چیلنجز اور مسائل سے نپٹنے کے لئے طاقت اور توانائی فراہم کرتا ہے۔ انسان رات کو جب سوتا ہے تو کوئی چیز نہیں کھاتا۔ معدہ تمام غذا کو ہضم کر کے نئی غذا کی ڈیمانڈ کر رہا ہوتا ہے اور جسم مضمحل بھی ہو رہا ہوتا ہے اور سارا دن انسان نے مختلف کام کاج میں مصروف رہنا ہوتا ہے جو Heavy Breakfast کا متقاضی ہے۔ Breakfast کے معنی بھی اس مضمون پر دلالت کرتے ہیں کہ روزہ توڑنا اسی لئے اسے ایندھن کہتے ہیں جس کی انسان کو چاق چوبند اور چست رہنے کے لئے ضرورت ہوتی ہے تا جسمانی اور اعصابی نظام میں سستی واقع نہ ہو۔

آج کل اس اہم امر کی طرف اس لئے بھی توجہ دلانی مقصود ہے کہ نئی نسل ناشتے سے دور بھاگتی ہے یا اگر ناشتے کا رواج بھی ہو تو Bread کے ایک دو توس یا بیکری کی بیک شدہ اشیاء میں سے کسی پر اکتفاء کر لیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہماری نو آموز نسل کمزور ہوتی جا رہی ہے، بے شمار بیماریوں کی آماجگاہ بنتی جا رہی ہے ان میں ایک موٹاپا پن اور پھوکے جسم ہیں۔

چند دن قبل میرے ایک دوست اور جامعہ احمدیہ کے کلاس فیلو نے ایک Clip مجھے بھجوایا جس کے مطابق ناشتے کا Ideal Time ساتھ سے آٹھ بجے کا ہے اور لکھتا ہے کہ ناشتے میں 10 بجے سے تاخیر نہ کریں اور صبح اُٹھ کر آدھ گھنٹہ کے اندر اندر کچھ نہ کچھ لے لینا چاہیئے۔ یورپ میں بسنے والے بچوں کو اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ یہاں کی ماؤں نے اپنے بچوں کے کھانے کے اوقات بہت Disturb کر رکھے ہیں۔ رخصت والے دن ناشتہ بھی دن کے 11 بجے، 12 بجے کرواتی ہیں جو بچوں کی صحت پر منفی طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔ School going بچوں اور بچیوں یا College going طلبہ/طالبات کو بھی مائیں صبح بھرپور بلکہ تگڑا ناشتہ کروا کے بھجوایا کریں تا بچوں میں کھیل کود کے لئے پوری انرجی پیدا ہو۔

پس اگر ہم خود اور اپنے بچوں کو توانا وصحت مند رکھنا اور دیکھنا چاہتے ہیں تو لازم ہے کہ ہم غذا کے حوالہ سے ان کا پورا پورا خیال رکھیں اور وقت پر تگڑا ناشتہ کروانا ہوگا۔ کیونکہ صحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حقوق کما حقہ ادا ہو سکیں گے۔ یہ مضمون ہمیں قرآن کریم سے بھی ملتا ہے احادیث سے بھی اور ہمارے خلفاء نے بھی اس طرف متعدد بار توجہ دلائی ہے۔ حضرت طالوت کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہت ہی ان کے مکمل تندرست اور صحت مند ہونے کی وجہ سے دی تھی (البقرہ: 148) اور اَلعَقۡلُ السَّلِیۡمُ فِی جِسۡمِ الصَّحِیۡحِ کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ اس لئے اللہ کے اور اسلام کے حقوق کی ادائیگی کے لئے کامل صحت کا ہونا ضروری ہے۔ جس کی طرف ہر وقت متوجہ رہنے کی ضرورت ہے۔

بقیہ: دربار خلافت ...... از صفحہ 2

چھوڑ جاؤ) ’’وہ بدکاریوں میں تباہ کر کے پھر قلاّش ہو جائے گی اور ان مصائب اور مشکلات میں پڑے گی جو اس کے لئے لازمی ہیں۔ جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے اور منشاء سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے۔‘‘ (اللہ تعالیٰ کی رائے اور منشا کیا ہے؟ یہی کہ دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ اگر یہ ہوگا تو پھر آپ نے فرمایا کہ اولاد کی طرف سے پھر مطمئن ہو جاتا ہے کیونکہ پھر ایسا انسان اپنی اولاد کے لئے دعا بھی کرتا ہے اور اس کی تربیت کی کوشش بھی کرتا ہے۔) آپ فرماتے ہیں ’’اور وہ اسی طرح پر ہے کہ اس کی صلاحیت کے لئے کوشش کرے اور دعائیں کرے۔ اس صورت میں خود اللہ تعالیٰ اس کا تکفّل کرے گا اور اگر بدچلن ہے تو پھر جائے جہنم میں۔ اس کی پرواہ تک نہ کرے۔‘‘

پھر ایک جگہ آپ اسی اولاد کے ضمن میں (اسی مضمون) کو جاری رکھتے ہوئے) نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 109۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

(خطبہ جمعہ 14/ جولائی 2017ء)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

بھی ان میں سے ایک ہے اور ٹیلی فون کا نظام جو ہے وہ بھی ان میں سے ایک ہے۔ ٹیلی وژن کا نظام ہے یہ بھی ان میں سے ایک ہے جنہوں نے اشاعت کے لئے کام آنا تھا۔

لیکن اگر ان ایجادات کا غلط استعمال کریں گی تو یہ لغویات میں شمار ہوں گی اور ایسی لغویات سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور ان سے بچنے کا بھی حکم ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے مومن کی تعریف یہ ہے کہ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ جو لغو سے اعراض کرنے والے ہوں۔ لغویات سے بچنے والے ہوں۔ جب انٹرنیٹ پر دوستوں سے چیٹ (chat) کرنے اور اس میں دوسروں کا مذاق اڑانے اور پھکڑ توڑنے، ایک دوسرے کے خلاف کام میں لائیں گی یا لوگوں کے رشتوں میں دراڑیں پیدا کرنے کے کام میں لائیں گی، کسی دوسری عورت کی زندگی اس کے خاوند سے انٹرنیٹ پر گفتگو کر کے برباد کریں گی۔ ایک دوسرے کی چغلیاں ہو رہی ہوں گی تو یہی کارآمد چیز جو ہے یہ لغویات میں بھی شمار ہوگی اور گناہ بھی بن رہی ہوں گی۔ پھر آجکل موبائل فون پر ٹیکسٹ میں پیغامات دیئے جاتے ہیں۔ یہ بھی ایک سلسلہ شروع ہوا ہے نیا، آجکل بڑا سستا طریقہ ہے گپیں مار کر وقت ضائع کرنے کا اور نامحرموں سے بات کرنے کا۔ بڑے آرام سے کہہ دیا جاتا ہے کہ ٹیکسٹ میسج (text message) ہی تھا کونسی بات کر لی ہے۔ ایک دوسرے سے رابطے بڑھتے ہیں کہ سہیلی نے اپنے دوستوں میں سے کسی کا فون دے دیا یا اپنے دوستوں کو اپنی سہیلی کا فون دے دیا۔ موبائل نمبر دے دیا کسی بھی ذریعہ سے ایک دوسرے کے نمبر ہاتھ آ گئے تو ٹیکسٹ میسج کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے پھر ٹیلی فون پر 12، 13، 14 سال کے بچیاں بچے لے کر پھر رہے ہوتے ہیں۔ پیغامات دے رہے ہوتے ہیں۔ اور یہی عمر ہے جو خراب ہونے کی عمر ہے اور پھر انجام ایسی حد تک چلا جاتا ہے آخر کار جہاں وہ لغو جو ہے وہ گناہ بن جاتا ہے۔ اس لیے احمدی بچیاں اپنی عصمت کی خاطر اپنی عزت کی خاطر اپنے خاندان کے وقار کی خاطر اپنی جماعت کے تقدّس کو مدّنظر رکھتے ہوئے جس کی طرف سے وہ منسوب ہو رہی ہیں جس سے وہ منسلک ہیں ان چیزوں سے بچیں اور اسی طرح احمدی مرد بھی سن رہے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو بچائیں۔‘‘

(خطاب برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ جرمنی 11/ جون 2006ء)

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 19 جون 2015ء)

☆...☆...☆

تعارف سورۃ فرقان (پچیسویں سورۃ)
(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 78 آیات ہیں)
ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

وقت نزول اور سیاق و سباق

علماء کی ایک بھاری اکثریت اس سورۃ کو مکی قرار دیتی ہے اور آخری مکی دور میں اس کے نزول کا تعین کیا گیا ہے۔ چند مغربی مفسرین نے اس سورۃ کو نبوت کے ابتدائی سالوں میں قرار دیا ہے۔ انہوں نے اس بات کا اندازہ یوں لگایا ہے کہ اس سورۃ میں قریش کے مظالم کا کوئی ذکر نہیں ہے جو ان کے نزدیک کچھ عرصہ بعد میں شروع ہوئے۔ یہ اس قدر کمزور دلیل ہے کہ اس خیال کو سنجیدگی سے لینا محال ہے۔ یہ کہنا ایسا ہی ہے کہ کہا جائے کہ چند مدنی سورتوں میں کیونکہ کفار کا بالکل بھی ذکر نہیں ہے اس لئے مدنی دور میں مسلمانوں اور کفار کے درمیان کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔

سورۃ نور کے اختتام پر اسلامی تنظیم کی اہمیت اور افادیت پر زور دیا گیا تھا۔ اس میں یہ بھی ذکر تھا کہ بعض مسلمان اسلامی تنظیم کی افادیت سے بے خبر ہیں اور کفار کی تنظیم سے ڈرتے ہیں جس کو جڑ سے اکھیڑ دیا گیا ہے۔ اس سورۃ (فرقان) میں وہ وجوہات بیان کی گئی ہیں کہ کیوں کمزور ایمان والے لوگوں کا ڈر، ایک دھوکہ اور خام خیال ہے اور مخبوط الحواس سوچ کا نتیجہ ہے۔ جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مضامین کا خلاصہ

اس سورۃ کا آغاز اس واضح بیان سے ہوا ہے کہ قرآنی تعلیم تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے۔ اس میں مزید بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جس نے قرآن کو نازل کیا ہے زمین و آسمان کا واحد اور مسلمہ خالق و مالک ہے اور کائنات کے ہر ذرہ کا خالق ہے۔ اس کے الفاظ کا قانون قدرت سے مطابقت رکھنا لازمی ہے، لہٰذا اس (تعلیم) کا قبول کرنا یا انکار کرنا محض اس کا قبول کرنا یا انکار کرنا نہیں بلکہ خود قانون قدرت کا انکار ہے۔

پھر یہ بتایا گیا ہے کہ کفار قرآنی تعلیمات کی شان و شوکت اور برتری کا انکار تو نہیں کر سکتے تو وہ عمداً اس دھوکہ سے کام لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ (قرآن) ایک فرد واحد کا کلام نہیں ہوسکتا بلکہ بہت سے لوگوں کی اجتماعی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ پھر وہ یہ الزام بھی لگاتے ہیں کہ اس کی تعلیمات صحف سابقہ سے سرقہ ہیں۔ مگر ان عذروں کی کوئی وقعت نہیں ہے کیونکہ یہ قرآنی تعلیمات انسانی کوششوں کا نتیجہ ہوتیں تو یہ ایسی تعلیمات نہ بیان کرتا جو انسانی بساط سے باہر ہیں۔ اور اگر یہ محض صحف سابقہ کی نقل ہوتا، تو ان صحف میں بھی وہ شان و شوکت اور خوبصورتی پائی جاتی جو اس (کلام) میں پائی جاتی ہے جبکہ ایسا نہیں ہے۔

پھر یہ سورۃ کفار کے بعض بوسیدہ اور فرسودہ حال الزمات کا جواب دیتی ہے کہ کیوں آنحضرت ﷺ ایک فانی وجود ہیں اور جسمانی حاجات سے مبرہ نہیں ہیں۔ پھر اقوام کی ترقی اور تنزل کے قانون کے حوالہ سے مختصر بیان کیا گیا ہے اور کفار کو تنبیہ کی گئی ہے کہ ان کے تنزل کا وقت آن پہنچا ہے اور مسلمانوں کی ترقی اور کامیابی کا وقت شروع ہو چکا ہے۔ مزید براں کفار کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کروائی گئی ہے کہ خدا نے دو طرح کا پانی بنایا ہے ایک کڑوا اور دوسرا میٹھا جبکہ دونوں ساتھ ساتھ بہہ رہے ہیں اور باہم ملتے نہیں ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم کی تعلیمات اور صحف سابقہ ساتھ ساتھ چلتے رہیں گے تا کہ لوگ ان دونوں کا موازنہ کر کے حق و باطل میں فرق کرسکیں اور میٹھے اور کڑوے کو جان سکیں۔

اپنے اختتام پر یہ سورۃ عباد الرحمان کے چند اوصاف بیان کرتی ہے جو قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کر کے بلند ترین روحانی مقام پر فائز ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور اس عظیم الشان حقیقت پر ختم ہوتی ہے کہ خدا نے انسان کو بہت عمدہ اور اعلیٰ مقصد کے ساتھ پیدا کیا ہے اور جو کوئی بھی اس مقصد کو پانے میں ناکام ہوگیا تو وہ خدا کے رحم اور فضل سے محروم رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک

مرزا دانیال احمد

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا دل عطا کیا تھا جو محبت اور وفاداری کے جذبات سے معمور تھا۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے کسی محبت کی عمارت کو کھرا کر کے پھر اس کو گرانے میں کبھی پہل نہ کی۔ ایک صاحب مولوی محمد حسین بٹالوی آپ کے بچپن کے دوست اور ہم مجلس تھے گو آپ کے دعویٰ میسیحیت پر آ کر انہیں ٹھوکر لگ گئی اور انہوں نے نہ صرف دوستی کے رشتہ کو توڑ دیا بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے اشد ترین مخالفوں میں سے ہوگئے اور آپؑ کے خلاف کفر کا فتویٰ لگانے میں سب سے پہل کی ۔مگر حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں آخر وقت تک ان کی دوستی کی یاد زندہ رہی۔ اور گو آپ نے خدا کی خاطر ان سے قطع تعلق کرلیا اور ان کی فتنہ انگیزیوں کے ازالہ کے لئے ان کے اعتراضوں کے جواب میں زور دار مضامین بھی لکھے مگر ان کی دوستی کے زمانہ کو کبھی نہیں بھولے اور ان کے ساتھ قطع تعلق ہوجانے کو ہمیشہ تلخی کے ساتھ یاد رکھا۔ چنانچہ اپنے آخری زمانہ کے اشعار میں مولوی محمد حسین صاحب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

قَطَعْتَ وُدَاداً قَدْ غَرَسْنَاہٗ فِی الصِّبَا

وَلَیْسَ فُؤَادِیْ فِی الْوِدَادِ یُقَصِّرُ

یعنی تو نے اس محبت کے درخت کو کاٹ دیا جو ہم دونوں نے مل کر بچپن میں لگایا تھا۔ مگر میرا دل محبت کے معاملہ میں کوتاہی کرنے والا نہیں ہے۔

دوستی اور وفاداری کے تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دل حقیقتاً بے نظیر جذبات کا حامل تھا۔ چنانچہ آپؑ کے مقرب حواری حضرت مولوی عبد الکریم صاحب روایت کرتے ہیں کہ

’’حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دن فرمایا۔ میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص عہد دوستی باندھے مجھے اس کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ شخص کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہوجائے میں اس سے قطع تعلق نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کردے تو ہم لاچار ہیں۔ ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں میں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو تو ہم بلاخوف لومہ لائم اسے اٹھا کر لے آئیں گے ۔فرمایا۔ عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع نہیں کردینا چاہیے اور دوستوں کی طرف سے کسی ہی ناگوار بات پیش آئے اس پر اغماض اور تحمل کا طریق اختیار کرنا چاہیے۔

اس روایت کے متعلق حضرت مولوی شیر علی صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک نہایت مخلص صحابی تھے بیان کرتے ہیں کہ اس موقعہ پر حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی فرمایا تھا اگر ایسا شخص شراب میں بے ہوش پڑا ہو تو ہم اسے اٹھا کر لے آئیں گے اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کریں گے اور جب وہ ہوش میں آنے لگے تو اس کے پاس سے اٹھ کر چلے جائیں گے تا کہ وہ ہمیں دیکھ کر شرمندہ نہ ہو۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اپنی تصنیف ’’سیرت حضرت مسیح موعود‘‘ میں لکھتے ہیں۔

’’ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ جن دنوں حضرت مسیح موعود اپنی کتاب ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ کا عربی حصہ لکھ رہے تھے حضور نے مولوی نور الدین صاحب (خلیفہ اول) کو ایک بڑا دو ورقہ اس زیر تصنیف کتاب کے مسودہ کا اس غرض سے دیا کہ فارسی میں ترجمہ کرنے کے لئے مجھے پہنچا دیا جائے وہ ایسا مضمون تھا کہ اس خداداد فصاحت و بلاغت پر حضرت کو ناز تھا۔ مگر مولوی صاحب سے یہ دو ورقہ کہیں گر گیا۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے ہر روز کا تازہ عربی مسودہ فارسی ترجمہ کے لئے ارسال فرمایا کرتے تھے اس لئے اس دن غیر معمولی دیر ہونے پر مجھے طبعاً فکر پیدا ہوا اور میں نے مولوی نور الدین صاحب سے ذکر کیا کہ آج حضرت کی طرف سے مضمون نہیں آیا اور کاتب سر پر کھڑا ہے اور دیر ہو رہی ہے معلوم نہیں کیا بات ہے۔ یہ الفاظ میرے منہ سے نکلنے تھے کہ مولوی نور الدین صاحب کا رنگ فق ہوگیا۔ کیونہ دو ورقہ مولوی صاحب سے کہیں گر گیا تھا۔ بے حد تلاش کی مگر مضمون نہ ملا اور مولوی صاحب سخت پریشان تھے ۔حضرت مسیح موعود کو اطلاع ہوئی تو حسب معمول ہشاش بشاش مسکراتے ہوئے باہر تشریف لائے اور خفا ہونا یا گھبراہٹ کا اظہار کرنا تو درکنار الٹا اپنی طرف سے معذرت فرمانے لگے کہ مولوی صاحب کو مسودہ کے گم ہونے سے ناحق تشویش ہوئی مجھے مولوی صاحب کی تکلیف کی وجہ سے بہت افسوس ہے۔ میرا تو یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے گمشدہ کاغذ سے بہتر مضمون لکھنے کی توفیق عطاء فرمادے۔

جب کوئی دوست کچھ عرصہ کی جدائی کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کو ملتا تو اسے دیکھ کر آپ کا چہرہ یوں شگفتہ ہوجاتا تھا جیسے کہ ایک بند کلی اچانک پھول کی صورت میں کھل جائے اور دوستوں کے رخصت ہونے پر آپ کے دل کو از حد صدمہ پہنچتا تھا۔

آپ کو یہ بھی خواہش رہتی تھی کہ جو دوست قادیان آئیں وہ حتی الوسع آپؑ کے پاس آپ کے مکان کے ایک حصہ میں ہی قیام کریں اور فرمایا کرتے تھے کہ زندگی کا اعتبار نہیں جتنا عرصہ پاس رہنے کا موقعہ مل سکے غنیمت سمجھنا چاہیے۔ اس طرح آپؑ کے مکان کا ہر حصہ گویا ایک مستقل مہمان خانہ بن گیا تھا اور کمرہ کمرہ مہمانوں میں بٹا رہتا تھا۔ مگر جگہ کی تنگی کے باوجود آپ اس طرح دوستوں کے ساتھ مل کر رہنے میں انتہائی راحت پاتے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 589 تا 592)

شیخ مجاہد احمد شاستری۔ قادیان

حضرت ایوب علیہ السلام اور راجہ ہریش چندر جی کے واقعات کی مماثلت

"ہندو مت کی کتب میں مذکور قصہ کے مطابق ہریش چندر کا قصہ جسے حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ سے مشابہت دی ہے ذیل میں درج کیا جاتا ہے"

ہمارے سید و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ظاہر ہونے والے امام مہدی کی جو علامات بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ یَفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلُہٗ اَحَدٌ (ابن ماجہ) یعنی وہ مال تقسیم کرے گا مگر اُسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ ظاہر بین اس کے ظاہری معنیٰ کرتے ہیں جب کہ اس سے مراد وہ علم لدنی و حقائق و معارف ہیں جو اللہ تعالیٰ سے حاصل کر کے امام مہدی علیہ السلام بنی نوع انسان کو دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو امام مہدی و مسیح موعود کے جلیل القدر مقام پر فائز فرمایا اور آپ نے اپنی کتب میں وہ روحانی مال تقسیم کیا ہے جس کی زمانہ کو آج سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ یہی وہ روحانی خزائن ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفاء اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے معارف و حقائق کے دریا بہائے ہیں۔ نیز تحقیق کے نئے نئے گوشے بیان فرمائے جن پر مستقل کتب تحریر کی جاسکتی ہیں۔ روحانی خزائن جلد 23 میں شامل کتاب چشمہ معرفت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن مجید کی فضیلت اور ویدوں کا رد بیان کرتے ہوئے تاریخ اقوام سے پردہ اٹھاتے تحریر کرتے ہیں کہ:

"خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ابتدائے آفرینش سے لے کر اخیر تک نوع انسان کے زمانہ کو چار مختلف حالتوں اور مختلف زمانوں پر تقسیم کیا ہے۔

(1) پہلے اُس حالت اور اُس زمانہ کا ذکر فرمایا ہے کہ جب صرف ایک انسان معہ اپنے قلیل مقدار کنبہ کے دُنیا میں موجود تھا اور ایک وحدت قومی ان کو حاصل تھی اور ایک ہی مذہب تھا۔

(2) دوسری اُس حالت اور اُس زمانہ کا ذکر فرمایا ہے کہ جب وہ وحدت دور ہو کر تفریق پیدا ہوگئی اور انسان کی نسل مختلف قوموں اور مختلف مذہبوں کے رنگ میں ہو کر تمام دنیا میں پھیل گئی اور وہ دنیا کے ایسے دور دور کونوں میں جا بسی کہ ایک دوسرے کے حالات سے بے خبر ہو گئی اور ایک قوم سے ہزاروں قومیں بن گئیں اور ایک مذہب سے ہزاروں مذہب نکل آئے۔

(3) تیسری اُس حالت اور اُس زمانہ کا ذکر فرمایا ہے کہ جب پھر کچھ کچھ شناسائی ایک قوم کی دوسری قوم سے ہوئی اور بہت سی مشقت سفر اُٹھا کر ملاقات کی راہ کھل گئی اور مختلف قوموں کے پھر باہمی تعلقات پیدا ہونے لگے اور ایک قوم دوسری قوم کے مذہب کو اختیار کرنے لگی مگر بہت کم۔

(4) چوتھے بطور پیشگوئی یہ بیان فرمایا ہے کہ ایک ایسا زمانہ بھی آتا ہے کہ جب سفر کرنے کے سامان سہل طور پر میسر آجائیں گے اور اُونٹنیوں کی سواری کی حاجت نہیں رہے گی اور سفر میں بہت آرام اور سہولت میسر آجائے گی اور ایک ایسی نئی سواری پیدا ہو جائے گی کہ ایک حصہ دُنیا کو دوسرے حصہ سے ملا دے گی اور ایک ملک کے لوگوں کو دوسرے ملک کے لوگوں سے اکٹھے کر دے گی۔"

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 82)

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر محققین کو دعوت فکر دے رہی ہے اور علوم کے نئے گوشوں کی طرف رہنمائی کر رہی ہے۔ خاکسار نے اس مضمون میں مذاہب عالم میں پائے جانے والے ایک مشہور عام واقعہ کو قارئین کے لئے پیش کیا ہے تا کہ وہ بھی مزید اس پر غور و فکر کریں۔

قرآن مجید میں حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر

حضرت ایوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ قرآن میں متعدد جگہ آپ کا ذکر ہے۔ سورۃ النساء آیت 164 اور سورۃ الانعام آیت 86 میں دوسرے انبیاء کرام کے ناموں کے ساتھ صرف آپ کا نام مذکور ہے، حالات نہیں۔ سورۃ الانبیاء (آیت 84 تا 85) میں آپ کا مختصر حال بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید نے حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا بطور خاص ذکر فرمایا ہے اور لوگوں کے لئے ایک مثال اور نمونہ ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

وَخُذْ بِیَدِکَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّہٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰہُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّہٗۤ اَوَّابٌ۔

(سورۃ ص: 45)

حضرت ایوبؑ کے ابتلاء و آزمائش کے اس امتحان میں کامیابی کی سند کے طور پر ارشاد فرمایا گیا کہ "بے شک ہم نے ان کو صابر پایا۔" اور ایسا صابر کہ اس کی دوسری کوئی نظیر و مثال بہت کم نظر آتی ہے یہاں تک کہ صبر ایوب ضرب المثل بن گیا۔

حضرت مصلح موعودؓ کی زبانی حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر

حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر کبیر جلد 5 سورۃ الانبیاء کی آیت 84،85 کی تفسیر میں حضرت ایوب علیہ السلام کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"حضرت ایوب علیہ السلام جن کا ذکر اس جگہ پر آتا ہے، ان کے متعلق مختلف اقوام نے روشنی ڈالی ہے۔ مسلمانوں نے، عیسائیوں نے اور اُن یہودی مؤرخوں نے جو کہ مذہب کی روشنی میں تاریخ لکھتے ہیں۔ مسلمانوں نے جو کچھ اُن کے متعلق لکھا ہے وہ یہ ہے کہ "ایوب کے والد کا نام اموص تھا اُن کے والد کا نام تارح تھا اُن کے والد کا نام روم تھا۔ اُن کے والد کا نام عیص تھا۔ اور ان کے والد کا نام اسحاق تھا اور اُن کے والد کا نام ابراہیمؑ تھا۔ اور اُن کی والدہ لُوط بن ہاران کی اولاد میں سے تھیں۔ (عیص نام جو غالباً ایوبؑ کے پردادا کا تھا عیسو کا مخفف ہے کیونکہ بائیبل میں لکھا ہے کہ حضرت اسحاق کے ایک بیٹے کا نام عیسو تھا) پھر مسلمان مؤرخ یہ کہتے ہیں کہ ایوبؑ بڑے مالدار تھے اور شام اور اس کے ملحقہ ملکوں کی زمینیں اُن کی ملکیت تھیں اور گائیوں اور اونٹوں، بکریوں، گھوڑوں اور گدھوں کی اُن کے پاس کوئی انتہاء نہ تھی۔ اُن کے 500 ہل چلتے تھے اور 500 غلام تھے۔ اہل و عیال بھی بہت تھے مگر آپ دولت کے باوجود بڑے نیک تھے اور مساکین، یتامیٰ اور بیوگان کی پرورش کرتے تھے۔ اور بڑے مہمان نواز تھے۔ شیطان اپنی کوشش کے باوجود ان کو ورغلانے میں کامیاب نہیں ہوا۔ آپ پر یمن کے تین آدمی ایمان لائے تھے۔ ابلیس اُن کے زمانہ میں آسمانی خبروں کو چوری چوری سن لیتا تھا (یہ خبر ہمارے مفسرین ہر نبی کے متعلق دیتے ہیں) ایک دفعہ ایوبؑ نے بڑے اخلاص سے درود پڑھا اور فرشتوں نے اس کا جواب دیا تو شیطان نے وہ بھی سن لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایوبؑ کا درود سُن کر اس کی بڑی تعریف کی۔ اس پر ابلیس کو حسد آ گیا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ ایوبؑ پر جو آپ نے نعمتیں نازل کی ہیں اُن کی وجہ سے وہ نیک ہے۔ اگر آپ اُس کی نعمتوں کو چھین لیں تو وہ آپ کی اطاعت سے نکل جائیگا۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جاؤ تجھے اس کے مال اور اسباب پر تصرف بخشا۔ اور اس نے ان سب چیزوں کو ہلاک کر دیا مگر ایوبؑ نے تب بھی الحمد للہ ہی کہا۔ تب شیطان دوبارہ اللہ تعالیٰ کے پاس آیا اور کہا ابھی اُس کی صحت تو باقی ہے اس لئے وہ شکر گزار ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جاؤ اس کے جسم پر بھی تجھے تصرف دیا جاتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا اس کی زبان، دل، اور عقل پر تیرا قبضہ نہ ہو گا۔ چنانچہ اُن کے جسم میں کھجلی کی بیماری پیدا ہوئی۔ اور جسم کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ اور زخموں میں کیڑے پڑ گئے۔ تب بستی والوں نے انہیں گھر سے نکال دیا۔ اس وقت وہ ایک جھونپڑہ میں چلے گئے جہاں ان کی ایک بیوی رحمت نامی ان کی خدمت گار تھی۔ آپ پر ایمان لانے والے تینوں آدمیوں نے بھی آپ کو چھوڑ دیا۔ بعض کے قول کے مطابق حضرت ایوبؑ اس مصیبت میں 18 سال رہے اور بعض کے قول کے مطابق 3 سال رہے اور بعض کے قول کے مطابق 7 سال رہے۔ اُس وقت کوئی اُن کے قریب تک نہ آتا تھا۔ سوائے اُن کی بیوی کے جو اُن کو کھانا لا کر دیتی۔ جب حضرت ایوبؑ خدا تعالیٰ کی حمد کرتے تو وہ بھی ان کے ساتھ شریک ہوتی تب شیطان گھبرایا اور اُس نے کہا کہ آدمؑ کی بیوی کو بھی پھسلایا گیا تھا کیوں نہ ایوبؑ کی بیوی کو بھی پھسلایا جائے تب وہ اُن کی بیوی کے پاس آیا اور اس نے ایک بکری کا بچہ دے کر کہا کہ اگر ایوبؑ میرے نام پر اس کو ذبح کر دیں تو اچھے ہو جائیں گے۔ بیوی نے حضرت ایوبؑ سے یہ ذکر کیا تو انہوں نے اس کو ڈانٹا اور کہا یہ تو خدا کا دشمن ہے تم کیوں اس کے فریب میں آئیں۔ خدا تعالیٰ نے اتنی لمبی مدت تک نعمتیں دی تھیں اگر چند سال مشکلات کے آ گئے تو کیا ہوا۔ پھر قسم کھائی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے شفا دی تو وہ بیوی کو اُس کی غلطی پر سو کوڑے لگائیں گے اور بیوی کو گھر سے نکال دیں گے اور کہا کہ میں اللہ کے سوا کسی کے نام پر جانور ذبح کرنے کے لئے تیار نہیں۔ پھر آپ نے دعا کی کہ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایوب! میں نے تیری دعا سُن لی۔ اُٹھ اور زمین پر پاؤں مار تو چشمہ پھوٹ پڑا۔ آپ نے اس سے غسل کیا تو ساری بیماری جاتی رہی۔ اور جوانی کا زمانہ عود کر آیا۔ آپ نے ایک دفعہ پھر پاؤں مارا تو ایک اور چشمہ پھوٹ پڑا اس سے آپ نے پانی پیا تو سب اندرونی بیماریاں جاتی رہیں۔ اس وقت اُن

کی بیوی کو خیال آیا کہ گو ایوبؑ نے مجھے میری غلطی پر نکال دیا ہے مگر وہ بھوکے مر جائیں گے۔ وہ اُن کو ڈھونڈتی ہوئی آئی مگر آپ کو اپنی جگہ پر نہ پایا۔ وہ روتے روتے سب جگہ ڈھونڈنے لگی آخر کار وہ ان کو مل گئے۔ اور حضرت ایوبؑ نے اس طرح قسم پوری کی کہ سوتیلیاں اکٹھی لیکر اُن کو ماریں۔ (تفسیر خازن)

یہ واقعہ لوگوں کو اتنا دلچسپ نظر آیا ہے کہ ہندوؤں کی تاریخ میں بھی پایا جاتا ہے اور یہودیوں کی تاریخ میں بھی پایا جاتا ہے۔ گو بعض جگہ نام بدل دیئے گئے ہیں۔ بائبل میں حضرت ایوبؑ کی ایک مستقل کتاب ہے جس کے 42 باب ہیں۔ اور اس کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ وہ حضرت مسیح سے 1520 سال پہلے گزرے ہیں۔ یعنی حضرت موسیٰؑ کے قریباً 200 سال پہلے۔

مغربی محققین کے نزدیک حضرت ایوبؑ ایک غیر اسرائیلی نبی تھے۔ کیونکہ وہ عیسو کی نسل میں سے تھے جو کہ اسرائیل کا بڑا بھائی تھا۔ اور عوض کے رہنے والے تھے۔ جو دورِ آخر کے Sidon شہر تھا اور شام اور خلیج عقبہ کے درمیان واقع تھا۔

(جیوش انسائیکلو پیڈیا اور انسائیکلو پیڈیا آف اسلام)

مگر میرے نزدیک یہ بات درست نہیں۔ کیونکہ اس ملک کے لوگوں کی بنی اسرائیل سے سخت عداوت تھی اور اس کی وجہ بھی کہ انہوں نے بنی اسرائیل کو اپنے علاقہ میں سے گزر کر کنعان نہ جانے دیا تھا اور اس عداوت کے سبب سے بنی اسرائیل ہمیشہ اُن سے جنگ کرتے رہتے تھے۔ اور صرف ایک قلیل عرصہ کے لئے اسیران لوگوں کے حملوں کے مقابلہ میں اِن دونوں قوموں کی آپس میں صلح ہوئی تھی۔ ایسے دشمن قبیلہ کے بزرگ کا واقعہ سب دنیا کے واقعات کو چھوڑ کر بائبل میں درج کرنا خلاف قیاس ہے۔

محققین اس امر پر متفق ہیں کہ ایوبؑ کی کتاب میں جو زبان استعمال ہوئی ہے وہ نویں سے چوتھی صدی قبل مسیح کی زبان ہے اور اس زمانہ میں یہودی بخت النصر کے ہاتھوں قید ہو کر ہند کے قریب کے علاقوں میں پھیلائے جا چکے تھے۔ ادھر ہندوؤں میں ایک واقعہ ہریش چندر کے نام سے مشہور ہے۔ جو اس واقعہ سے بہت پیچھے ملتا جلتا ہے۔ پس کچھ تعجب نہیں کہ یہ وہیں سے لیا گیا ہو۔ اس کا ثبوت خود ایوب کی کتاب سے بھی ملتا ہے۔ کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ شیطان خدا کے دربار میں حاضر ہوا۔ اب یہ خیال کہ شیطان خدا کے دربار میں جاتا ہے یہود اور اُن کے اردگرد کی اقوام کا نہیں بلکہ خالص ہندوستانی خیال ہے جو بُری اور اچھی روحوں کو خدا تعالیٰ کے دربار میں حاضر کرتے ہیں اور اُن کی آپس میں خوب باتیں ہوتی رہتی ہیں۔

بہر حال پُرانے عہد نامہ میں کتاب ایوب باب 1 میں لکھا ہے کہ عوض کی سرزمین میں ایک شخص ایوب نامی تھا۔ وہ نہایت نیک اور متقی تھا۔ اس کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ اس کے پاس 7000 بھیڑیں 13000 اونٹ 500 جوڑے بیل اور 500 گدھیاں تھیں۔ اس کے نوکر چاکر بہت تھے اور اس کے برابر مشرق میں کوئی مالدار نہ تھا۔ اس کے بیٹے بڑے مالدار تھے۔ ایوب کے بیٹے جب جوان ہوئے تو ان کی طرف سے قربانیاں کیں تا کہ اگر ان کا کوئی گناہ ہو تو معاف ہو جائے۔ ایک دن خدا کے حضور میں فرشتے پیش ہوئے اور ان میں شیطان بھی شامل ہو گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ اور کیا میرے بندے ایوب کو دیکھا ہے۔ اس نے کہا اِدھر اُدھر سے پھر کے آیا ہوں اور ایوب کو میں نے دیکھا۔ کہ خدا ترسی کرتا ہے مگر مفت میں نہیں بلکہ اس لئے کہ تو نے اس پر بڑی نعمتیں نازل کی ہیں۔ تو ذرا اس کی نعمتیں لے لے پھر دیکھ کہ وہ تجھ پر ملامت کرتا ہے یا نہیں۔

اس پر خدا تعالیٰ نے کہا کہ اس کے مال کو جس طرح چاہے تباہ کر دے مگر اُس کے جسم پر ہاتھ نہ بڑھائیو۔ اس کے بعد ایسا ہوا کہ دشمنوں نے اس کے نوکروں پر حملہ کر دیا۔ اور ان کو قتل کر دیا۔ اسی طرح آسمان سے بجلی گری اور اس نے ان کے نوکر چاکر اور مال و اسباب کو جلا دیا۔ پھر کسی نے اطلاع دی کہ ان کے بیٹوں کو غلام بنا کر دشمن لے گئے ہیں۔ اس پر ایوبؑ نے اپنا پیراہن چاک کیا اور رونے لگا اور سجدہ کیا اور کہا کہ میں جس طرح ماں کے پیٹ سے ننگا آیا اسی طرح ننگا ہی جاؤں گا مگر ان سب مصائب کے باوجود ایوب نے خدا پر الزام نہ لگایا۔ (باب 2) اس کے بعد پھر ایک دن فرشتوں میں مل کر شیطان خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوا اور خدا تعالیٰ کے پوچھنے پر کہ تو نے ایوب کا حال دیکھا کہ وہ کیسا شکر گزار ہے۔ شیطان نے کہا انسان اپنے جسم کے لئے بھی سب مال قربان کر دیتا ہے۔ تو اس کے جسم اور ہڈی کو نقصان پہنچا پھر دیکھ اس کا شکر کہاں باقی رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے شیطان کو کہا کہ بے شک اس کی جسمانی صحت کو نقصان پہنچا دے مگر اس کی جان نہ جائے۔ تب شیطان نے اس کی جلد میں ایک بیماری پیدا کر دی اور سر سے لے کر تلوں تک پھوڑے نکل آئے۔ تب اس کی بیوی نے کہا اب یہ شکر گزاری چھوڑ۔ خدا کو ملامت کر اور مر جا۔ ایوب نے بات نہ مانی اور کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اس کی نعمتیں لیں اور دیں کچھ نہ۔ اس کے تینوں مرید دور دور کے علاقوں سے آئے اور اُس کی حالتِ زار دیکھ کر رونے لگ گئے۔ (باب 3) تب ایوب نے یہ دیکھ کر کہ اس کو بدی کی طرف پھرانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اپنی پیدائش پر لعنت کی۔ (باب 4) اور اُس کے ایک مرید نے اس کو کہا کہ عذاب تو خدا کے دشمنوں پر آیا کرتا ہے۔ نیکیوں پر نہیں اس لئے ضرور تیرے اندر کوئی بدی ہے۔ (باب 5) تب ایوب نے کہا، سزا کے وقت انسان کو چاہئے کہ اپنے آپ کو خدا پر چھوڑ دے۔ (باب 6) تب ایوب دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر موت نازل کرے تو بہتر ہے (باب 7) بعد میں ایوب پچھتاتا ہے۔ اور اس پر عذر کرتا ہے کہ میں نے کیوں موت کی تمنا کی۔ (باب 8) اُن کا ایک مرید بلدَدُ نامی بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ نافرمانوں کو سزا دیتا ہے۔ (باب 9) پھر لکھا ہے ایوبؑ نے اپنے معترضین کو جواب دیا کہ میں نہ اپنے آپ کو نیک کہتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ خدا عادل نہیں۔ خدا عادل ضرور ہے مگر موت اور ہلاکت تو ہر ایک پر آرہی ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ جب وہ بے گناہ کو سزا دے رہا ہوتا ہے تو وہ اس کا امتحان کر رہا ہوتا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ زمین پر شریر حاکم ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میری عمر تیز گزر رہی ہے۔ میرا یہ کہنا کہ میں پوری طرح صبر کروں گا بے فائدہ ہے۔ کیونکہ تم لوگ تو پھر بھی مجھے گناہ گار قرار دو گے۔ کیونکہ تمہارا یقین ہے کہ خدا تعالیٰ صرف شریر کو سزا دیتا ہے اور میرا یقین ہے کہ خدا تعالیٰ بے گناہ کو بھی تکلیف میں ڈالتا ہے کہ آزمائش کرے۔ (باب 10) آخر میں ایّوب کا قصہ بائبل نے اس طرح ختم کیا ہے کہ اس کے شاگرد جو اُس سے کج بحثی کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اُن پر الہام کیا کہ بیل اور بکرے ایوب کے پاس لاؤ اور اپنے گناہوں کی معافی کے لئے اس سے سوختنی قربانی کرواؤ۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ اُس کے دوست کے بچے بیویاں سب واپس آ گئے۔ دولت اُس کی دوگنی ہو گئی اور بڑی لمبی عمر تک زندہ رہا۔

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ ایوب سے ملتا جلتا قصہ ہندوستان میں بھی پایا جاتا ہے۔ ہندوؤں میں اس شخص کا نام جس کے ساتھ یہ واقعہ گزرا ہریش چند لکھا ہے۔ واقعہ قریباً ایوبؑ جیسا ہے کیونکہ اس کے متعلق بھی لکھا ہے کہ دیوتاؤں کے ساتھ شیطان مل کر خدا کے پاس گیا اور اس سے ہریش چندر کی تعریف سن کر خدا سے اجازت لی کہ میں اس کا مال تباہ کر دوں۔ مگر ہریش چندر اپنے سچ اور دیانت پر قائم رہا۔ کئی تجربے ہوئے مگر وہ نہ پھسلا۔ بائیبل میں اشارہ ملتا ہے کہ ایوبؑ کا واقعہ ہندوستان سے آیا ہے اور ایوبؑ غالباً اس کے نام کا ترجمہ ہے یا استعارۃً رکھا گیا ہے۔ وہ اشارہ جو ہریش چندر کے متعلق ملتا ہے وہ یہ ہے کہ بائبل میں لکھا ہے کہ وہ اتنا مالدار تھا کہ اہل مشرق میں ویسا کوئی مالدار نہ تھا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ مشرقی یعنی ہندوستان سے آیا تھا اور بائبل نے اس قصے کو اپنے اندر درج کر لیا۔“

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 549 تا 553 سورۃ الانبیآء زیر آیت نمبر 84،85)

حضرت مصلح موعودؓ کی اس تحقیق کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام سے ملتا جلتا قصہ ہندوستان میں بھی پایا جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ واقعہ بائبل میں مشرقی یعنی ہندوستان سے آیا تھا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے ہندوستان سے تعلق کے حوالہ سے دانشور تحقیق کر رہے ہیں۔ اس بارے میں ایک حوالہ پیش ہے۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا بھی تعلق ہندوستان سے تھا اس سلسلہ میں ایک جگہ لکھا ہے کہ:

”...کننگھم نے اجودھیا میں ان تودوں کی تفصیل بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ منّی اور کبیر پربتوں کے درمیان مسلمانوں کا ایک مذہبی مقام ہے جو مشرق سے مغرب تک 64 فٹ ہے اور 47 فٹ چوڑا ہے اور اس میں دو مزار ہیں جنہیں حضرت شیثؑ اور حضرت ایوبؑ سے منسوب کیا جاتا ہے۔“

(مسلم انڈیا (اردو) اپریل 1988 صفحہ 15 بحوالہ کتاب ”اگر اب بھی نہ جاگے تو“ مصنفہ شمس نوید عثمانی صفحہ 56،57)

ہندوؤں میں حضرت ایوب علیہ السلام سے ملتا جلتا قصہ

حضرت مصلح موعودؓ نے ہندوؤں میں حضرت ایوبؑ کے مشابہ جس قصہ کا ذکر کیا ہے، وہ راجہ ہریش چندر کا قصہ ہے۔ جو شری رام چندر جی کے آباء و اجداد میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور ان کا صبر ضرب المثل ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ تاریخ عالم میں مختلف ناموں کے ساتھ موجود ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:

”یہ واقعہ لوگوں کو اتنا دلچسپ نظر آیا ہے کہ ہندوؤں کی تاریخ میں بھی پایا جاتا ہے اور یہودیوں کی تاریخ میں بھی۔ گو بعض جگہ نام بدل دیئے گئے ہیں۔“

راجہ ہریش چندر کا یہ قصہ پُرانوں میں ملتا ہے۔ پُران کئی کتب کا مجموعہ ہیں۔ مارکنڈیہ پُران (markandeya purana) میں یہ قصہ درج ہے۔

پُرانوں کا مختصر تعارف

پُرانوں کی اہمیت و تعارف کے حوالہ سے مشہور ادیب گوپی چند نارنگ اپنی کتاب پُرانوں کی کہانیاں میں تحریر کرتے ہیں کہ:

’’پُران ہندوستانی دیو مالا اور اساطیر کے قدیم ترین مجموعے ہیں۔ ہندوستانی ذہن و مزاج کی، آریائی اور دراوڑی عقائد اور نظریات کے ادغام کی، اور قدیم ترین قبل تاریخ زمانے کی جیسی ترجمانی پُرانوں کے ذریعے سے ممکن نہیں۔ یہ الہامی کتابوں سے بھی زیادہ مقبول اور ہر دل عزیز ہیں۔مشہور رزمیہ نظموں رامائن اور مہا بھارت کو بھی لوک کتھاؤں کے مآخذ کے اعتبار سے اسی زمرے میں شامل کیا جاتا ہے۔ ان میں اس برصغیر میں نسل انسانی کے ارتقا کی داستان اور اس کے اجتماعی لا شعور کے اولین نقوش کچھ اس طرح محفوظ ہو گئے ہیں کہ ان کو جانے اور سمجھے بغیر ہندوستان کی روح کی گہرائیوں تک پہنچنا مشکل ہے۔

تاریخی اعتبار سے پُران ہندو مذہب کے ارتقا کی اس منزل کی ترجمانی کرتے ہیں، جب بدھ مت سے مقابلے کے لئے ہندو مذہب تجدید اور احیا کے دور سے گزر رہا تھا۔ اس سے پہلے ویدوں کی رسوم پرستی اور برہمنیت کے خلاف ردعمل کے طور پر بدھ مت اپنی سادگی، معاشرتی عدل اور عملی روح کی وجہ سے قبول عام حاصل کر چکا تھا۔لیکن بدھ مت میں خدا کا تصور نہیں تھا۔ اپنشدوں کا برہمہ (مصدر ہستی) کا تصور بھی انتہائی تجریدی اور فلسفیانہ ہونے کی وجہ سے عوام کی دسترس سے باہر تھا۔ ہندو مذہب نے اس کمی کو اوتاروں کے آسانی سے دل نشین ہونے والے عقیدے سے پورا کیا اور رام اور کرشن جیسے مثالی کرداروں کو پیش کر کے عوام کے دلوں کو کھینچنا شروع کر دیا۔ یہ انہیں کی شخصیت کا فیض تھا کہ ہندو مذہب کو پھر سے فروغ حاصل ہوا۔ پُران اسی دورِ تجدید کی یادگار ہیں اور انہوں نے ایک بار پھر مذہب کو عوام کے دل کی دھڑکنوں کا رازدار بنایا۔

(پُرانوں کی کہانیاں مرتبہ گوپی چند نارنگ مطبوعہ نیشنل بک ٹرسٹ آف انڈیا نئی دہلی صفحہ 9 و 109)

راجہ ہریش چندر کی کہانی اور آزمائش

پُرانے زمانے کی بات ہے اجودھیا میں راجا ہریش چندر راج کرتے تھے۔ وہ سچ بولتے، خیرات دینے اور اپنی رعایا کا خیال رکھنے میں مشہور تھے۔ ان کے راج میں کوئی بھوکا ننگا نہیں تھا اور تمام رعایا سکھ چین سے رہتی تھی۔ ایک دن دیوتاؤں کی محفل میں بڑے بڑے رشی منی جمع تھے۔ اِندر نے پوچھا، آج کل سب سے نیک نام راجا کون ہے؟

وششٹھ جی نے کہا اس وقت روئے زمین پر ہریش چند رجیسا دان کرنے اور سچ بولنے والا راجا نہیں۔ وششٹھ جی کی تائید نارد منی اور کئی دوسرے منیوں نے بھی کی مگر وشوامتر خاموش بیٹھے رہے۔ ان میں اور وششٹھ میں کچھ لگتی تھی۔ کہنے لگے: میں ہریش چندر کو خوب جانتا ہوں، وہ نہ ہی تو دان دے سکتا ہے، نہ سچائی کی کسوٹی ہی پر پورا اُتر سکتا ہے۔یقین نہ ہو تو امتحان کر کے دیکھ لو۔

چنانچہ وشوامتر نے راجا ہریش چندر کو نیچا دکھانے کی ترکیب سوچی۔ ایک دن شکار کھیلتے کھیلتے ہریش چندر ایک گھنے جنگل میں اکیلے جا نکلے۔ وشوامتر نے برہمن بھیس بدلا اور وہاں پہنچ گئے۔ کہنے لگے ’’مہاراج یہاں پاس ہی بڑا پوتر تیرتھ ہے، اشنان کر کے دان کیجئے۔ میں آپ کو ایودھیا کا راستہ بھی بتا دوں گا۔‘‘

اشنان سے فارغ ہونے کے بعد ہریش چندر نے پوچھا ’’برہمن دیوتا جس چیز کی ضرورت ہو مانگ لیجئے۔‘‘

برہمن نے کہا ’’میرے بیٹے کی شادی ہے۔ کچھ روپیہ مل جائے تو بڑی عنایت ہو۔‘‘

برہمن نے ہریش چندر کو اپنے بیٹے اور بہو سے ملایا اور راجا کی موجودگی میں شادی کی رسم ادا کر دی۔ ہریش چندر دیدی میں بیٹھے تھے۔ جب دان کا وقت آیا تو انہوں نے کہا ’’آپ جو چاہیں مانگ لیں۔‘‘

اس پر برہمن نے کہا ’’مہاراج اگر آپ میرے بیٹے کو اپنا پورا راج دان کر دیں تو ہم آپ کا احسان کبھی نہیں بھول سکیں گے۔‘‘

ہریش چندر نے بغیر تامل کے اس کا اقرار کر لیا۔ تب برہمن نے کہا ’’مہاراج! آپ جیسا سخی راجا اس روئے زمین پر دوسرا نہیں۔ منہ مانگا دان تو آپ نے دے دیا اس کی دکھشنا بھی تو دیجئے۔ جتنا بڑا دان آپ نے دیا ہے، دکھشنا بھی اتنی بڑی ہونی چاہئے، دکھشنا کے بغیر تو دان بیکار ہے۔‘‘

راجا نے پوچھا ’’مہربانی کر کے بتائیے کتنی دکھشنا ہوگی۔‘‘

وشوامتر نے کہا ’’ڈھائی من سونا کافی ہے۔‘‘ راجا نے سر جھکا کر وعدہ کر لیا۔

یہ سب راج پاٹ آپ کو سونپ رہا ہوں۔ میں آج ہی کہیں اور چلا جاؤں گا۔ یہ راج چھوڑنے کے بعد میرے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں۔ حیران ہوں کہ آپ کو ڈھائی من سونا کہاں سے دوں۔

اتنے میں راجا کے سپاہی انہیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے جنگل آ نکلے۔ برہمن غائب ہوگیا۔ اب راجا کو دھیان آیا کہ میں نے تو سارا راج پاٹ دان دے دیا۔ضرور اس برہمن کے سوال کے پیچھے کوئی گہری بات ہے محل پہنچنے پر راجا کو پریشان دیکھ کر رانی شویا نے وجہ پوچھی۔ راجا نے ساری بات بتا دی۔ سوچتے سوچتے اور کروٹیں بدلتے بدلتے ساری رات گزر گئی۔ صبح پوجا پاٹھ کر کے اٹھے ہی تھے کہ وشوامتر اسی برہمن کے بھیس میں پھر آ پہنچا۔

راجا نے کہا ’’یہ سب راج پاٹ آپ کو سونپ رہا ہوں۔ میں آج ہی کہیں اور چلا جاؤں گا۔ یہ راج چھوڑنے کے بعد میرے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں۔ حیران ہوں کہ آپ کو ڈھائی من سونا کہاں سے دوں۔ تھوڑی سی مہلت دیجئے۔ جیسے ہی انتظام ہو جائے گا میں دکھشنا بھی دے دوں گا۔‘‘

یہ کہہ کر ہریش چندر، رانی شویا اور بیٹے روہتاس کے ساتھ محل سے باہر آئے۔ لوگوں کو راجا کے جانے کا بہت دکھ ہوا لیکن وہ کر بھی کیا سکتے تھے۔ اب ہریش چندر گاؤں گاؤں شہر شہر بھٹکنے لگے۔ جب برہمن کا اسرار بڑھا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ بنارس جاکر خود کو بیچ دیں گے اور اس طرح جو کچھ بھی ملے گا، برہمن کی دکھشنا دیں گے۔ اس پر رانی نے روتے ہوئے کہا: ’’میں آپ کو اپنا آپ کبھی نہ بیچنے دوں گی۔ میں ہزار بار قربان ہونے کو تیار ہوں۔ کیوں نہ آپ مجھے کسی امیر کے ہاتھ بیچ دیں، گھر کے کام کاج کے لئے داسی کی ضرورت سبھی کو ہوتی ہے۔‘‘

رانی کی بات سن کر ہریش چندر غش کھا کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو زار زار رونے لگے اور کہنے لگے: ’’رانی میرے جیتے جی ایسا نہ ہوگا۔‘‘

کل کے راجا اور رانی اب بھکاریوں کی طرح مارے مارے پھرنے لگے۔ ان کا بیٹا روہتاس بھی کئی دنوں کا بھوکا پیاسا تھا۔ اس بے چارے کو کیا پتا کہ اس کے والدین پر کیا مصیبت ٹوٹی ہے۔ اگلے دن وشوامتر پھر آ نکلے۔ کافی دیر بحث و تکرار ہوتی رہی۔ آخر ان کے کہنے پر راجا ہریش چندر نے کہا: اچھا تو ایسا ہی سہی۔ اپنے وعدے کو نبھانے کے لیے وہ کام بھی کروں گا جو ذلیل سے ذلیل آدمی بھی نہیں کر سکتا۔

چنانچہ وہ بنارس کے سب سے بارونق چوراہے پر جا کھڑے ہوئے اور رُندھے ہوئے گلے سے اونچی آواز میں کہنے لگے: ’’لوگو! میں اپنی جان سے بھی پیاری بیوی بیچ رہا ہوں۔ گھر کے کام کے لئے جس کو داسی کی ضرورت ہو، جلدی سے اس کے دام لگائے۔ اس مصیبت میں میری جان نکلنے سے پہلے سودا طے کر لو۔‘‘

آپ اس بچے کو بھی خرید لیجئے نہیں تو میرا خریدنا بھی بے کار ہے۔ میں اس کی ماں ہوں اس کے بغیر نہیں جی سکتی۔

وشوامتر اب ایک بوڑھے شخص کے بھیس میں نمودار ہوئے اور رانی کو چند سونے کی مہروں کے بدلے خرید لیا۔ جب بوڑھا رانی کو گھسیٹ کر لے جانے لگا تو رانی نے کہا ’’مجھے ایک بار اپنے پیارے بیٹے کو گلے لگا لینے دو۔ کون جانے پھر اسے دیکھ بھی سکوں گی یا نہیں۔‘‘

بیٹا ماں سے لپٹ گیا۔ جب بوڑھے نے دیکھا کہ بیٹا ماں کو چھوڑتا ہی نہیں، تو اس معصوم بچے کے منہ پر طمانچہ جڑ دیا اور کھینچ کر ماں سے الگ کر دیا۔ ماں کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ رانی نے بوڑھے سے کہا ’’آپ اس بچے کو بھی خرید لیجئے نہیں تو میرا خریدنا بھی بے کار ہے۔ میں اس کی ماں ہوں، اس کے بغیر نہیں جی سکتی۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ یہ میری آنکھوں کے سامنے رہے گا تو میں آپ کی سیوا اچھی طرح کر سکوں گی۔‘‘

بوڑھے نے بچے کو بھی خرید لیا۔ رانی نے ہریش چندر کو پرنام کیا اور آنسو بہاتی ہوئی بولی ’’اے بھگوان! اگر میں نے کبھی غریبوں اور محتاجوں کی بھی مدد کی ہو، اگر میں نے دنیا میں کوئی بھی نیک کام کیا ہو یا اگر میں نے برہمنوں کی کچھ بھی خدمت کی ہو تو میرا پتی مجھے واپس مل جائے۔‘‘

ہریش چندر اپنی بے بسی پر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ ان کے ہاتھ پاؤں جواب دے گئے۔ درخت کی چھاؤں اسے چھوڑ کر کہیں نہیں جاتی، پھر رانی انہیں چھوڑ کر کیسے چلی گئی۔ انہیں یقین نہیں آتا تھا کہ کیا ہو رہا ہے، یا انہیں کن بُرے کرموں کا پھل مل رہا ہے۔ انہیں راج پاٹ اور جلاوطنی کا ذرا بھی افسوس نہ تھا لیکن بیوی اور بچے کی جدائی کو وہ کیسے برداشت کریں گے؟ نہیں وہ منظر کبھی بھی نہیں بھولتا تھا جب رخصت ہوتے وقت رانی اور بچہ مڑ مڑ کر ہریش چندر کی طرف دیکھتے تھے اور بوڑھا انہیں کوڑے مار مار کر آگے کی طرف گھسیٹتا تھا۔

تھوڑی دیر میں برہمن اپنی دکھشنا لینے پہنچ گیا۔ ہریش چندر نے اس کے پاؤں چھوئے اور جو مہریں بیوی اور بچے کے بیچنے سے ملی تھیں، اسے دے دیں۔ وشوامتر نے کہا ’’پہلے یہ بتاؤ کہ یہ مہریں تم نے کیسے حاصل کیں۔ کیا تمہاری کمائی کی ہیں؟

ہریش چندر بولے ’’یہ معلوم کر کے آپ کیا کریں گے۔ ان کی کہانی بہت دردناک ہے۔ میں نے اپنی بیوی اور بچے کو بیچ کر یہ مہریں حاصل کی ہیں۔ آپ انہیں قبول کیجئے۔‘‘

سورج غروب ہونے سے پہلے ہریش چندر اپنے آپ کو بیچنے کے لئے چوک میں پہنچ گئے اور اپنی بولی لگوانے لگے۔

لیکن وشوامتر اتنی مہروں سے خوش نہ ہوئے اور بولے: ’’یہ تو بہت کم ہیں۔ مجھے پورا روپیہ چاہئے اور آج سورج غروب ہونے سے پہلے چاہئے۔ میں اور انتظار نہیں کر سکتا نہیں دے سکتے تو صاف صاف منع کر دو‘‘

ہریش چندر بولے ’’مہاراج دوں گا اور ضرور دوں گا۔ تھوڑا سا

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

وقت اور دیجئے۔‘‘

چنانچہ سورج غروب ہونے سے پہلے ہریش چندر اپنے آپ کو بیچنے کے لیے چوک میں پہنچ گئے اور اپنی بولی لگوانے لگے۔ کچھ دیر میں دھرم راج۔ چنڈال کے بھیس میں وہاں پہنچا کالا رنگ، بڑے بڑے باہر نکلے ہوئے پیلے دانت، بھیانک شکل سارے جسم سے بد بو آرہی تھی۔ چنڈال نے کہا: ’’مجھے ایک خدمت گار کی ضرورت ہے۔ میں چنڈال ہوں۔ میرا کام مردے کا کفن لینا ہے۔ یہی تمہیں بھی کرنا ہوگا۔ بولو منظور ہے؟‘‘

ہریش چندر پہلے ہی دکھوں کی مار سے بے حال ہو رہے تھے۔ بھیانک چنڈال کو دیکھ کر ان کی روح تک لرز گئی لیکن کوئی اور خریدار بھی نہیں تھا اور سورج بھی ڈوبنے والا تھا۔ ہریش چندر نے ذرا سی دیر کے لئے سوچا کہ میں سورج بنسی کھتری خاندان سے ہوں، چنڈال کی غلامی کیسے کروں گا؟ لیکن وعدہ خلافی سے تو چنڈال کی غلامی ہی اچھی۔ اتنے میں وشوامتر آپہنچے۔ ہریش چندر نے چنڈال کے سامنے سر جھکا دیا اور روپیہ لے کر وشوامتر کے قدموں میں رکھ دیا۔

چنڈال نے شمشان کا کام ہریش چندر کو سونپ دیا اور کہا ’’خبردار جو شمشان میں بغیر کفن کے کوئی بھی مردہ جلنے دیا۔ دن رات یہیں رہنا ہوگا۔ ذرا بھی غلطی کی، تو کھال کھینچ لوں گا۔‘‘

کاشی کا یہ شمشان بہت خوفناک تھا۔ گنگا کنارے ہونے کی وجہ سے دور دور کے مرنے والوں کی لاشیں یہاں لائی جاتی تھیں۔ ہریش چندر ہر وقت وہیں لٹھ لئے چکر لگاتے رہتے۔ نہ دن کو چین تھا نہ رات کو آرام۔

ادھر ایک اور مصیبت ٹوٹی۔ ایک دن روہتاس اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھیلنے کے بعد گھر واپس آرہا تھا کہ اچانک اسے ایک کالے ناگ نے ڈس لیا۔ بچوں نے آکر اس کی موت کی خبر اس کی ماں کو سنائی۔ وہ بیہوش ہو کر گر پڑی۔ ہوش آنے پر اس نے مالک سے اپنے بیٹے کی لاش لینے کی اجازت مانگی تو اس نے کہا، پہلے گھر کا کام کاج ختم کر لو، پھر جا کر لاش کو دیکھ لینا۔

جب کافی رات گئے شویا اکیلی اپنے بیٹے کی لاش کے پاس پہنچی اور زور زور سے بین کرنے لگی تو لوگوں نے سمجھا کہ یہ کوئی بچے مارنے والی ڈائن ہے۔ لوگ اُسے گھسیٹتے ہوئے چنڈال کے پاس لے گئے اور کہا کہ اس بچے کو مار کر کھانے والی ڈائن کو قتل کر دیا جائے۔ چنڈال نے رسی باندھ کر شویا کو خوب پیٹا پھر ہریش چند کو بلا کر حکم دیا کہ ’’تلوار سے اس کا سر اڑا دو۔‘‘

ہریش چندر ایک عورت کے قتل کا کلنک اپنے ماتھے پر نہیں لینا چاہتے تھے، انہوں نے کہا ’’یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکے گا۔‘‘

چنڈال نے کہا ’’ڈرو مت تلوار نکالو اور اس کا سر الگ کر دو۔ یہ پاپ نہیں پُن ہے۔‘‘

رات کے اندھیرے میں نہ ہریش چندر نے شویا کو پہچانا اور نہ شویا نے ہریش چندر کو۔ جب شویا نے نجات کی کوئی صورت نہ دیکھی تو بولی: ’’میرے ہاتھوں میں میرے ہی بیٹے کی لاش ہے۔ پہلے مجھے اسے جلا لینے دو پھر شوق سے مجھے مار ڈالنا۔‘‘

اب بھی دونوں ایک دوسرے کو نہ پہچان سکے۔ لیکن جب شویا نے روتے روتے روہتاس کا نام لیا تو ہریش چندر پر جیسے بجلی گر پڑی۔ وہ روہتاس کی لاش کو سینے سے لگا کر زور زور سے رونے لگے۔ لمحے بھر کو شویا اپنے بیٹے کا صدمہ بھول گئی لیکن ہریش چندر کو چنڈال کا کام کرتے دیکھ کر اس کا کلیجہ پھٹ گیا۔ ’’اے بھگوان! جو کچھ میں دیکھ رہی ہوں وہ خواب ہے یا حقیقت؟ اگر حقیقت ہے تو دنیا میں دھرم کرم اور نیک کاموں کا پھل کیا ہے؟

اب بچے کی لاش جلانے کے لئے ہریش چندر نے کہا کہ چنڈال کا حکم ہے کہ بغیر کفن لئے کسی کو بھی مردہ نہ جلانے دیا جائے تمہیں بھی کہیں نہ کہیں کفن لانا ہوگا۔ شویا نے کہا ’’سوامی اگر آپ چنڈال کے داس ہیں تو میں بھی کسی کی داسی ہوں۔ بیٹا جیسا میرا ہے ویسا ہی آپ کا بھی ہے۔ اس لاش کو جلانا آپ کا فرض ہے۔ میں کفن نہیں دے سکتی۔ یہ آپ کو معلوم ہے۔‘‘

ہریش چندر کا دل غم سے پھٹا جارہا تھا۔ جس دھرم کو بچانے کے لئے انہوں نے اتنی مصیبتیں اٹھائی تھیں، وہی دھرم ان کے راستے میں رکاوٹ بن رہا تھا۔ کچھ بھی کرو کہیں سے بھی لادو میں کفن لیے بغیر لاش نہیں جلانے دوں گا۔

تب رانی نے اپنی دھوتی کا آدھا حصہ پھاڑ کر کفن کے طور پر دے دیا اور باقی حصے سے جیسے تیسے اپنے بدن کو ڈھانپ لیا۔ جب چتا جلنے کو تھی تو شویا نے کہا ’’اب آپ چاہیں تو اپنے مالک کے حکم کے مطابق میری گردن اڑا دیں۔‘‘

ہریش چندر کی قوت برداشت جواب دے رہی تھی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے نہ ہوگا۔ میں بھی اسی چتا میں کود کر خوشی کر لوں گا۔‘‘ یہ کہتے ہوئے چتا میں کودنے کے لیے آگے بڑھے۔

اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان سے پھولوں کی بارش ہونے لگی اور سبھی بڑے بڑے دیوتا دھرتی پر اُتر آئے۔ دھرم راج بولے ’’مبارک ہو ہریش چندر رام تم ہر آزمائش میں پورے اُترے۔ فرض کی ادائیگی اور سچائی میں تم سے کوئی بازی نہیں لے جاسکتا۔‘‘ اِندر نے کہا: ’’ہریش چندر، سچ کو نہ چھوڑنے سے تم نے تینوں دنیاؤں پر فتح پالی۔‘‘

ایودھیا لوٹ آنے کے بعد پھر سے راجا ہریش چندر کے نام کا ڈنکا بجنے لگا اور وہ اپنی رعایا کے دلوں پر راج کرنے لگے۔

(پُرانوں کی کہانیاں، مرتبہ گوپی چند نارنگ نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نئی دہلی صفحہ 127 تا 138)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اقوام عالم کے متعلق جس حقیقت کو آج سے ایک صدی قبل چشمہ معرفت میں بیان فرمایا تھا۔ قوموں کی تاریخ کا مطالعہ کرنے پر وہ حقیقت مزید عیاں ہو رہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس باب میں مزید تحقیق کر کے ان قوموں تک اسلام اور احمدیت کا حقیقی پیغام پہنچایا جائے۔

☆...☆...☆

ہمدردی مخلوق

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

’’عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔‘‘

مخلوق خدا کی ہمدردی اور ان کی خدمت کا ایک موقع اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہو جائے۔ بیماروں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو فضل عمر ہسپتال میں دور و نزدیک سے آتی ہے لیکن وہ اپنا علاج معالجہ خود کروانے کی استطاعت نہیں رکھتی۔ احمدی احباب و خواتین کے عطیات کے ذریعہ ہی انہیں علاج کی ہر ممکن سہولت فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن سب ضرورت مندوں کیلئے یہ خدمت بجالانا احباب جماعت کے خاص تعاون سے ہی ممکن ہے احباب و خواتین سے گزارش ہے کہ وہ اپنے عطایا جات ہسپتال کی مد امداد نادار مریضاں اور مد ڈویلپمنٹ میں بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

09 ستمبر 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:49	18:29
مدینہ منورہ	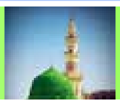	04:47	18:32
قادیان	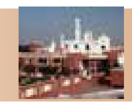	04:46	18:42
ربوہ		04:26	18:22
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:00	19:30